**سوال**: ایک شخص نے کسی مسکین کو صدقہ دیا اس مسکین نے اسی مال سے اس معطی کی ضیافت کی. معطی کے لئے اس ضیافت کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب**: اس مال سے ضیافت نہ منظور کرنی چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فی سبیل اللہ گھوڑا دیا۔ پھر اس کو خریدنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ (مشکوٰۃ باب من لا یعود فی الصدقۃ) جب صدقہ کھانا جائز نہیں تو مفت کھانا کیسے جائز ہوگا۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

# حلال اور حرام کا بیان

## چوکڑی بیٹھ کر کھانا

**سوال**: کیا چوکڑی بیٹھ کر کھانا جائز ہے؟ اتکاء میں تربع داخل ہے یا نہیں۔

**جواب**: قاموس میں ہے: اَمَّا اَنَا فَلَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا اَيْ جَالِسًا عَلٰى هَيْئَةِ الْمُتَمَكِّنِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْهَيْئَاتِ الْمُسْتَدْعِيَةِ لِكَثْرَةِ الْاَكْلِ بَلْ كَانَ جُلُوْسُهُ لِلْاَكْلِ مُقْعِيًا مُسْتَوْفِزًا غَيْرَ مُتَرَبِّعٍ وَلَا مُتَمَكِّنٍ وَلَيْسَ الْمُرَادُ الْمَيْلَ عَلٰى شِقٍّ كَمَا يَظُنُّهُ عَوَامُّ الطَّلَبَةِ (قاموس مادہ وکا جلد اول) یعنی حدیث میں جو آیا ہے رسول اللہ وسلم جو فرماتے ہیں میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا تو اس کے معنیٰ اچھی طرح آلتی پالتی مار کر کھانے کے ہیں اور اس کے مثل جو ایسی صورت ہو جس میں زیادہ کھانا کھایا جا سکے۔ وہ بھی تکیہ لگا کر کھانے میں داخل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ آپ دونوں گھٹنے کھڑے کر کے پاؤں پر بیٹھتے جیسے کوئی اٹھنے کو تیار ہوتا ہے۔ آلتی پالتی مار کر تسلی اطمینان سے نہیں کھاتے تھے اور اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ ایک طرف جھک کر ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔ جیسا عوام طلبہ خیال کرتے ہیں۔

تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہے۔

وَاتَّكَاَ جَعَلَ لَهُ مُتَّكَأً لِاَنَّ الْعَرَبَ اِذَا اَقْعَدُوْا عَلَى الطَّعَامِ اتَّكَئُوْا وَقَدْ نُهِيَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ عَنْ ذٰلِكَ فَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ الخ

یعنی عرب کہتے ہیں فلاں شخص نے فلاں شخص کے لئے متکاء (کھانا) تیار کر دیا یا اس کو دیدیا۔ کھانے کو

اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ جب کھانے پر بیٹھتے ہیں تو تکیہ لگاتے ہیں اور اس امت کو اس سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور دوسری حدیث میں ہے تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ یعنی آلتی پالتی مار کر اور اچھی طرح تسلی کے ساتھ بیٹھ کر نہیں کھاتا، جس سے زیادہ کھایا جا سکے کیونکہ عربی مُتَّکِئ اس شخص کو کہتے ہیں جو فرش پر اچھی طرح بیٹھا ہو جو پورے اطمینان و تسلی کی صورت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نہیں کھاتے تھے۔ بلکہ دونوں گھٹنے کھڑے کر کے جیسے کوئی اٹھنے کے لئے تیار ہوتا ہے اس طرح بیٹھ کر کھاتے۔ نہ آلتی پالتی مار کر اور اچھی طرح تسلی سے بیٹھ کر جیسے کوئی زیادہ کھانا چاہتا ہے تو بیٹھتا ہے۔ اور اس حدیث کا یہ معنی نہیں کہ آپ جھک کر ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔ جیسے عوام طلبہ کا خیال ہے، اگرچہ اتکاء کا ایک معنی یہ بھی ہے لیکن یہ معنی طب کی بنا پر ہے کیونکہ جب انسان ٹیڑھا ایک طرف جھک کر کھاتا ہے تو کھانا اپنی اپنی جگہ آسانی سے اچھی طرح نہیں پہنچتا اور نہ آسانی سے گزرتا ہے اور بہت دفعہ انسان بیمار ہو جاتا ہے اور اس کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔

نہایہ ابن الاثیر میں ہے۔ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا: اَلْمُتَّكِئُ فِي الْعَرَبِيَّةِ كُلُّ مَنِ اسْتَوٰى قَاعِدًا عَلٰى وِطَاءٍ مُتَمَكِّنًا وَالْعَامَّةُ لَا تَعْرِفُ الْمُتَّكِئَ إِلَّا مَنْ مَالَ فِي قُعُوْدِهٖ مُعْتَمِدًا عَلٰى أَحَدِ شِقَّيْهِ وَالتَّاءُ فِيْهِ بَدَلٌ مِنَ الْوَاوِ الخ مُتَّکِئ عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جو شخص ٹھیک ہو کر فرش پر بیٹھ جائے۔ اور عام طور پر لوگ مُتَّکِئ اس کو سمجھتے ہیں، جو ایک طرف جھک کر اپنے ایک پہلو پر ٹیک لگائے اور تاء اس میں واؤ سے بدل ہے۔ اور اصل اس کا وکاء ہے۔ وکاء بندھن کو کہتے ہیں جس سے کیسہ وغیرہ کا منہ بند کیا جاتا ہے۔ گویا مُتَّکِئ اپنی دبر کو پختہ طور سے فرش پر لگا کر بیٹھ جاتا ہے تو یہ ایسا ہو گیا جیسے اس نے دبر کے اوپر بندھن باندھ دیا۔ اور حدیث کے یہ معنی ہیں کہ میں جب کھاتا ہوں تو پختہ ہو کر نہیں بیٹھتا جیسے بہت کھانے والا بیٹھتا ہے بلکہ اس طرح سے بیٹھتا ہوں کہ چند لقمے کافی ہوں گویا اس طرح سے بیٹھتا ہوں جیسے اٹھنے کے لئے تیاری کرنے والا شخص بیٹھتا ہے اور جو شخص اتکاء کا معنی ایک پہلو پر ٹیک لگا کر بیٹھنے کا کرتا ہے اس نے اس حدیث کا مطلب طب کے طریق پر بیان کیا ہے کیونکہ ٹیڑھا ہو کر کھانے کی صورت میں کھانا اپنی اپنی جگہوں میں آسانی سے نہیں پہنچتا اور نہ آسانی سے گزرتا ہے اور بہت دفعہ اس طرح کھانے سے بیمار ہو کر تکلیف اٹھاتا ہے۔

مجمع البحار میں ہے۔

لَا آكُلُ مُتَّكِئًا أَيْ لَا أَقْعُدُ مُتَّكِئًا عَلَى الْأَوْطِئَةِ حَالَ الْأَكْلِ فِعْلَ مَنْ يَّسْتَكْثِرُ مِنَ الْأَطْعِمَةِ لٰكِنِّيْ أَقْعُدُ

مُسْتَوْفِزًا وَ اٰكُلُ عُلْقَةً مِنَ الطَّعَامِ وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الْاِتِّكَاءِ الْمَيْلُ عَلٰى اَحَدِ جَانِبَيْهِ وَمَنْ حَمَلَ عَلَيْهِ تَاَوَّلَ عَلٰى مَذْهَبِ الطِّبِّ الخ یعنی حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں کھانے کے وقت فرش پر اچھی طرح نہیں بیٹھتا جیسا زیادہ کھانے والوں کی عادت ہے بلکہ میں اس شخص کی طرح بیٹھتا ہوں جو اٹھنے کے لئے تیار ہوتا ہے اور تھوڑا سا کھاتا ہوں اور اس حدیث میں تکیہ لگانے سے ایک طرف جھک کر بیٹھنا مراد نہیں اور جس نے اس حدیث سے یہ مراد لی ہے اس نے طبی طریق پر یہ مراد لی ہے کیونکہ اپنی جگہوں میں آسانی سے نہیں اترتا نہ آسانی سے گزرتا ہے اور بہت دفعہ اس طرح کھانے سے تکلیف ہو جاتی ہے اور متکی اس شخص کو کہتے ہیں جو فرش پر اچھی طرح تسلی سے بیٹھ جائے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے صحابہؓ نے رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے ایک اعرابی کو کہا یہ سفید تکیہ لگا کر بیٹھنے والے خدا کے رسول ہیں منجد میں ہے اِتَّكَأَ اِتِّكَاءً عَلَى السَّرِيْرِ جَلَسَ مُتَمَكِّنًا اَلْجَلْسَ وَاسْتَنَدَ ظَهْرَهٗ اَوْ جَنْبَهٗ اِلٰى شَيْءٍ وَعَلٰى عَصَاهُ اعْتَمَدَ وَ تَحَمَّلَ عَلَيْهَا الْقَوْمُ عِنْدَهٗ اَكَلُوْا یعنی تخت پر تکیہ لگانے کے یہ معنی ہیں کہ اچھی طرح تخت پر ٹھیک ہو کر بیٹھ گیا یا کسی شے سے پیٹھ لگا کر یا پہلو پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور سوٹی پر تکیہ لگانے کے یہ معنی ہیں کہ اس پر سہارا کیا اور بوجھ ڈال دیا اور قوم نے فلاں شخص کے پاس تکیہ لگایا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے پاس کھانا کھایا۔

ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تکیہ لگا کر بیٹھنے کے معنی جو عام طور پر یہ سمجھے جاتے ہیں کہ کسی شے پر سہارا ——————————————— یا ٹیک لگا کر بیٹھنا تو اصل عربی معنی نہیں بلکہ یہ اس کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے اصل عربی معنی اچھی طرح ٹھیک ہو کر پورے آرام وراحت کے ساتھ بیٹھنے کے ہیں جس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً نیچے نرم فرش بچھا کر پالتی مار کر بیٹھے کسی شے کے ساتھ پیٹھ لگا کر بیٹھے یا ایک پہلو پر جھک کر ٹیک لگا کر بیٹھے یا کسی اور طرح سے بیٹھے جس میں پوری طرح سے آرام ہو یہ سب صورتیں اتکاء میں داخل ہیں۔ کھانے کی عمومی حالت جس میں تسلی واطمینان کے ساتھ حسب خواہش اچھی طرح کھایا جاتا ہے وہ آ ہی جاتی ہے اس لئے حدیث میں یہ اول نمبر داخل ہے اور دوسری حالتیں دوسرے نمبر پر ہیں۔ کیونکہ وہ کھانے کی عمومی حالتیں نہیں اور اوپر عبارتوں میں جو یہ کہا ہے کہ حدیث میں ایک طرف جھک کر کھانا مراد نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک طرف جھک کر ٹیک لگا کر کھانا درست ہے بلکہ اس سے مقصود ان لوگوں کی تردید ہے جو حدیث کا

مطلب صرف یہ بیان کرتے ہیں کہ جھک کر ٹیک لگا کر کھانے سے ممانعت ہے ۔ اور آلتی پالتی کو اس میں داخل نہیں کرتے حالانکہ آلتی پالتی اس میں اول نمبر داخل ہے کیونکہ اَلْاِتِّکَاء کا اصل وِکَاء ہے اور وِکَاء بندھن کو کہتے ہیں جس سے کسی شے کا بند باندھا جائے جیسا کہ کیسہ ، مشک وغیرہ کی رسی یا دھاگا اور آلتی پالتی میں چونکہ انسان پورے طور سے پختگی اور مضبوطی سے بیٹھتا ہے جس سے گویا دبر پر بندھن پڑ جاتا ہے اس لئے یہ اس کے اصل معنی کے زیادہ مناسب ہے پس یہ اول نمبر داخل ہوگا ۔ اور باقی حالتیں آرام کی ، جن میں انسان ٹیک وغیرہ لگا کر پختگی اور مضبوطی سے تسلی کے ساتھ بیٹھتا ہے یہ دوسرے نمبر میں داخل ہیں ۔ کیونکہ اگرچہ ان میں بندھن نہیں ۔ لیکن نفس کی پختگی مضبوطی تو ہے بہرصورت اتکاء کی کوئی صورت ہو اس میں کھانا اچھا نہیں ہاں اگر کوئی معذور ہو تو وہ جس طرح بیٹھ سکتا ہے بیٹھ جائے اگر دونوں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھنا مشکل ہو تو ایک کھڑا کرے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آلتی پالتی مارے ۔ دو زانوں التحیات کی طرح بیٹھنے کی بھی ایک صورت ہے ۔ جس میں سادگی ہے لیکن اس میں کھانا اگر ایک طرف رکھے تو ٹیڑھا ہو کر کھانا پڑتا ہے اور اگر سامنے رکھے تو دور سے لقمہ اٹھانا پڑتا ہے جس میں کپڑے وغیرہ کے خراب ہونے کا خطرہ ہے اس لئے یہ صورت کھانے کے لئے موزوں نہیں ۔

## تنبیہ

بعض لوگ آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کو متکبرانہ صورت خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس وجہ سے اس حالت میں کھانے سے ممانعت ہے ۔ حالانکہ اس حالت میں کھانے سے ممانعت اس وجہ سے ہے کہ یہ زیادہ کھانے والوں کی صورت ہے اگر یہ متکبرانہ حالت ہوتی ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا نہ فرماتے بلکہ لا اجلس متکئاً فرماتے یعنی کھانے کے ساتھ خاص نہ کرتے بلکہ عام فرماتے ، کہ میں اتکاء کی حالت میں نہیں بیٹھتا ، خواہ کھانے کا وقت ہو یا کوئی اور ۔ اس کے علاوہ اگر یہ متکبرانہ حالت ہوتی تو کھانے کے بغیر دوسرے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نہ بیٹھتے حالانکہ آپ بیٹھتے تھے ، چنانچہ نہایہ ابن الاثیر اور مجمع البحار کی عبارت میں گزر چکا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ متکبرانہ حالت نہیں ۔ پھر تکبر دل میں پیدا ہوتا ہے اور یہ ہر ایک شے سے پیدا ہوتا ہے مثلاً دولت ، حکومت ، عبادت ، علمیت ، حسن اور جوانی وغیرہ سے یہ پیدا ہو کر انسان کی ضلالت کا باعث بن سکتا ہے تکیہ لگا کر بیٹھنا معمولی بات ہے لیکن اگر اس میں بھی تکبر آجائے تو یہ بھی گمراہ کر دیتا ہے لیکن جس کے دل میں تکبر کا شائبہ تک نہیں وہ خواہ

شاہ سنت انغیم ہو اور خواہ تکیہ لگا کر بیٹھے جائز ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

## شراب یا ذبح کے خون سے کشتہ تیار کرنا

**سوال** : ایک شخص سم الفار یا شنگرف مارنا چاہتا ہے۔ اس میں شراب ڈال کر کھرل کیا جاتا ہے پھر اس کو آگ دی جاتی ہے یا جوہر یا جاتا ہے کیا وہ دوائی کھائی جا سکتی ہے؟

**جواب** : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سرکہ بنانے سے منع کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب سے کشتہ مارنا جائز نہیں۔ خواہ کشتہ تیار ہونے کے بعد نشہ رہے یا نہ۔ رہی یہ بات کہ کوئی اس جرم کا ارتکاب کرے اور کشتہ تیار ہونے کے بعد نشہ کا نام و نشان نہ رہے تو اس صورت میں یہ کشتہ استعمال کرنا جائز ہے ورنہ اس کا حکم شراب سے تیار کردہ سرکہ کا ہے اس کے متعلق علماء مختلف ہیں احتیاط اسی میں ہے کہ استعمال نہ کرے کیونکہ اختلاف سے نکل جانا بہتر ہے اور خون نجس سے جو کشتہ تیار ہوگا اس کا کھانا کسی صورت جائز نہیں کیونکہ خون نجس کا اثر کچھ نہ کچھ دوا میں رہتا ہے۔ پس وہ بالکل ناجائز ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

## سانڈھا

**سوال** : سانڈھا حلال ہے یا حرام؟

**جواب** : عربی میں جس کو ضب کہتے ہیں حقیقتاً وہ سانڈھا ہے اور جس کو ہمارے ہاں گوہ کہتے ہیں اگرچہ اس کو بھی بہت علماء نے ضب لکھا ہے مگر میرے نزدیک اصل ضب سانڈھا ہے اور حدیث میں ضب کی بابت آیا ہے کہ حلال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ میری زمین میں نہیں ہوتی اس لئے میں اس کو نہیں کھاتا، مگر میں اس کو حرام بھی نہیں کرتا اور آپ کے دسترخوان پر کھائی بھی گئی اگر کوئی کھانا چاہیے تو اس پر اعتراض بھی نہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

## کوا اور اس کا جوٹھا

**سوال** : کوا جو دیہات و قصبات میں پایا جاتا ہے اور نجاست وغیرہ کھاتا ہے اس نے ایک برتن

میں جس میں کہ چار یا پانچ سیر دودھ تھا چوبچہ ڈال دی اور وہ دودھ ایک مولوی صاحب نے پی لیا اور کہا کہ کوا حلال ہے کیا کوا حلال ہے اور جوٹھا پاک ہے؟ عنایت اللہ از چھانگا مانگا ضلع لاہور

**جواب** ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قتل کے حکم سے حرمت ثابت نہیں ہوتی مگر ظاہر حرمت ہے کیونکہ قتل کا حکم خباثت کی وجہ سے ہے اور خباثت ہی زیادہ تر حرمت کا باعث ہے ہاں اس کے جوٹھے کو بلی پر قیاس کرنے کی کچھ گنجائش ہے اگرچہ پرہیز مناسب ہے مگر اس میں زیادہ تشدد اچھا نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

## شراب کا سرکہ بنانا اور اس کا استعمال

**سوال** ۔ مولانا امرتسری سے پوچھا گیا کہ شراب کا سرکہ حلال ہے یا حرام؟ آپ نے فرمایا۔ شراب کا سرکہ بنانا منع آیا ہے لیکن سرکہ بن جائے اور نشہ نہ رہے۔ تو اس کا پینا جائز ہے کیونکہ اب وہ نشہ آور نہ رہی اس کی مثال کھاد ہے جو در صورت کھاد کے حرام ہے جب کھاد کھیت میں پڑنے سے نباتات میں پہنچ جائے۔ تو نوعیت بدلنے سے سبزی حلال ہو جاتی ہے (اہلحدیث ۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۱۳ کالم نمبرا) کیا ان کا یہ فتویٰ صحیح ہے؟

**جواب** ۔ ان کا یہ اجتہاد صحیح نہیں جب حدیث میں شراب کا سرکہ بنانا منع ہو چکا ہے تو اس کا استعمال کس طرح حلال ہو سکتا ہے؟ انہوں نے کھاد کی مثال عجیب پیش کی ہے کیا کھاد کا ڈالنا بھی منع ہے جیسے شراب کا سرکہ بنانا منع ہے اگر کھاد ڈالنا منع ہے تو وہ جلدی فتویٰ شائع کریں تاکہ دیندار فتویٰ پر عمل کر کے نجات حاصل کریں۔

کھاد مٹی سے مل کر مٹی ہو جاتی ہے اور سبزی اس مٹی سے نکلتی ہے تو سبزی جنس دیگر ہے۔ کھاد جو مٹی ——————————— ہو کر پانی سے طہارت حاصل کر چکی ہے۔ وہ شے دیگر ہے سبزی میں نجاست کا اثر جانا ان کا ظن ہے۔ قدرت کے باطنی حالات سے آگاہی یقینی حاصل کر کے پھر فتویٰ صادر کر کے مسائل کی تفریع کریں۔ شراب کا سرکہ اگر حلال ہوتا۔ تو اس کے بنانے سے کیوں منع کیا جاتا۔ اسی واسطے منع کیا گیا ہے کہ وہ حرام اور نجس عین ہے بعد از سرکہ ہونے کے بھی حرام اور نجس ہی رہے گا۔ سرکہ بننے سے نشہ تو زائل ہو گیا لیکن نجاست زائل نہیں ہوئی

کیونکہ شے وہی ہے جس کا وجود تبدیل نہیں ہوا قرآن مجید میں اس کو رجس کہا گیا ہے جس کے معنی نجس یعنی پلیدی کے ہیں تو یہ پاک اور حلال کس طرح ہو سکتا ہے؟ پھر یہ کہ قصداً سرکہ بنایا ہوا حلال کیونکر ہو گا۔ ہاں اگر خود بخود سرکہ ہو جاتا تو وہ کہہ سکتے تھے جو شخص قصداً ایسی حیلہ سازی حرام کو حلال کرنے کی کرے اس کو حلال کس طرح ہو سکتا ہے؟ اگر یہ حلال ہے تو بنی اسرائیل کا ہفتہ کو حیلہ سازی سے شکار کرنا بھی حلال تھا، پھر اس کی مذمت کیوں کی گئی ہے فتامل، الحاصل شراب نجس ہے اور استحالہ سے وہ پاک نہ ہو گی اسی واسطے استحالہ سے منع کیا گیا ہے وہی جمہور کا مذہب ہے جو حدیث صحیح سے موید ہے چنانچہ امام شوکانی رح نیل الاوطار حدیث انس رض کے تحت فرماتے ہیں۔

فیہ دلیل للجمہور علی انہ لا یجوز تخلیل الخمر ولا یطہر بالتخلیل

یعنی حدیث انس رض جس میں سرکہ بنانا منع آیا ہے جمہور کی دلیل ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا منع آیا ہے اور وہ سرکہ بننے سے پاک نہیں ہو سکتی۔

## گھوڑا اور گوہ

**سوال**۔ گھوڑا اور گوہ حلال ہے یا حرام؟

**جواب**۔ گھوڑا اور گوہ حلال ہیں اس کے لیے مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

عبداللہ امرتسری، روپڑی

## طوطا

**سوال**۔ ذی مخلب کی کیا تعریف ہے طوطا ذی مخلب میں داخل ہے یا نہیں؟

**جواب**۔ مجمع البحار میں ہے۔ نہٰی عَنْ کُلِّ ذِی مِخْلَبٍ ای کُلِّ طائرٍ یَصْطَادُ بِمِخْلَبِہٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی مخلب پرندے کھانے سے نہی کی ہے۔ ذی مخلب ہر وہ پرندہ ہے جو پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طوطا[1] ذی مخلب میں داخل ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

---

[1] ذی مخلب کی تعریف ہے کل طائر یصطاد بمخلبہ یعنی ہر پرندہ جو اپنے پنجہ سے شکار کرے طوطا اس لئے ذی مخلب نہیں کہ وہ پنجہ سے شکار نہیں کرتا بلکہ چوں وغیرہ کھاتا ہے جن علماء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے انہوں نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس کا گوشت نکما اور ردی ہے بعض علماء کے نزدیک طوطا حلال ہے انکی یہ دلیل ہے کہ وہ پاک اور ستھری اشیاء کھاتا ہے۔ نہ وہ زہریلا جانور ہے اور نہ ہی ذی مخلب جانوروں میں اس کا شمار ہے۔ (مرتب)

## شراب سے کشتہ تیار کرنا اور دوا کے طور پر اس کا استعمال

**سوال**: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علاج کے طور پر شراب استعمال کی جا سکتی ہے؟

**جواب**: مشکوٰۃ کتاب الطب میں ہے

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ رواہ ابوداؤد۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں اتاری ہیں اور ہر بیماری کے لئے دوا بنائی ہے پس تم دوا کرو اور حرام کے ساتھ دوا نہ کرو۔

عن ابی ھریرۃ قال نھی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِیْثِ رواہ الترمذی وابن ماجۃ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام دوا سے منع فرمایا ہے۔

## تمباکو

**سوال**: کیا تمباکو کا پینا یا کھانا حرام ہے یا حلال؟

**جواب**: تمباکو کے استعمال کا طریقہ عموماً آج کل عموماً حقہ یا سگریٹ پینا ہے یا پان وغیرہ کھانا ہے اور یہ تین وجہ سے حرام ہے۔

پہلی وجہ: ابتداء میں عموماً جب حقہ وغیرہ کی عادت ڈالی جاتی ہے تو کوئی ضرورت مدنظر رکھ کر نہیں ڈالی جاتی نہ کوئی لذت والی شے سمجھ کر استعمال کیا جاتا ہے صرف اپنے دوستوں یاروں کی دیکھا دیکھی یہ کام شروع کیا جاتا ہے پھر جب اس کی عادت ہو جاتی ہے تو چھوٹنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس وقت کہا جاتا ہے کہ ہمیں یہ فائدہ ہے وہ فائدہ ہے کیونکہ عادت کے بعد پینے والوں کو اس کی طلب ہو جاتی ہے اور نہ پینے کی صورت میں تکلیف ہوتی ہے جیسے خرابی کی حالت ہے مگر ابتداء اس کی دیکھا دیکھی۔ حکم شرعی کے لئے شے کی اصل حالت دیکھی جاتی ہے ورنہ شراب بھی عادت والے کے لئے حلال ہوتی کیونکہ نہ پینے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے اور عادت والے کو بقدر ضرورت پینے سے نشہ بھی نہیں ہوتا۔ حالانکہ شراب بالاتفاق

جائز نہیں پس تمباکو میں ابتداء میں (جو تمباکو کی اصل حالت ہے) جب کوئی فائدہ نظر نہ ہوا تو اسراف کرنے والے کو قرآن میں شیطان کا بھائی کہا ہے چنانچہ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ یعنی اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں پس تمباکو کی حرمت میں کوئی شبہ نہ رہا کیونکہ جس شے سے انسان شیطان کا بھائی بنے اگر وہ حرام نہ ہو تو اور کون سی شے حرام ہوگی، پھر قرآن میں اسراف سے نہی بھی آئی ہے جیسے ارشاد ہے وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا یعنی اسراف بالکل نہ کرو، نہی تحریم کے لئے ہوتی ہے تو اس سے بھی حرمت ثابت ہوگئی۔

دوسری وجہ :۔ ابوداؤد میں حدیث ہے۔ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ وَّ مُفْتِرٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ والی شے سے اور جس سے دماغ میں فتور پیدا ہو نہی کی ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ حقہ سے دماغ میں فتور پیدا ہوتا ہے اور نہی میں اصل تحریم ہے پس اس سے بھی حرمت ثابت ہوئی۔

تیسری وجہ :۔ ایک وجہ حرمت کی یہ بھی ہے کہ اس کی بدبو سخت ہے جو لوگ حقہ یا سگریٹ پیتے ہیں یا پان میں کھاتے ہیں ان کو اگرچہ اس کی بدبو نہ آئے جیسے گندگی کی بو بھنگیوں کو نہیں آتی، لیکن دوسروں کو آتی ہے اور حدیث میں ہے کہ جس شے سے بنی آدم ایذاء پاتے ہیں اس سے فرشتے بھی ایذاء پاتے ہیں اور جس شے سے فرشتوں کو ایذا ہو اس کی حرمت میں کیا شبہ ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچا پیاز یا لہسن کھانے والے کی بابت فرماتے ہیں کہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو اس کو کھاتا ہے وہ بقیع جگہ کی طرف نکالا جاتا لیکن پیاز یا لہسن کوئی ایسی شے نہیں جس کی انسان کو طلب ہو اور صبر مشکل ہو برخلاف حقہ یا سگریٹ وغیرہ کے کہ اس کی طلب ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رمضان شریف میں حقہ یا سگریٹ پیتے پیتے فجر کی نماز پڑھتے ہیں اور پیتے پیتے مغرب کی نماز پڑھتے ہیں اور صبر ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے نفس کو مجبور کر کے نماز پر کھڑا بھی ہو جائے تو طبیعت میں دیوانے کتے کی طرح جوش اٹھتا ہے جس سے طبیعت بالکل بے قرار ہو جاتی ہے ایسی حالت میں نماز جائز نہیں پس حقہ یا سگریٹ پینے والا یا پان میں تمباکو کھانے والا دو خرابیوں کے درمیان ہے اگر پی کر نماز پڑھے تو بدبو پیدا ہوتی ہے اگر بغیر پئے پڑھے تو نماز میں بے قراری ہوتی ہے پھر ایک آدھ مرتبہ نہیں بلکہ ہمیشہ رمضان بھر یہی حالت رہتی ہے برخلاف کچے پیاز اور لہسن کے کہ اس میں یہ بات نہیں پس ایسی حالت میں حقہ یا سگریٹ وغیرہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حقہ تازہ کر لیا جائے یا حقہ پی کر کرُلی کر لی جائے تو بدبو نہیں رہتی تو یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ حقہ تازہ کرنے سے پانی کی بدبو نہیں رہتی لیکن تمباکو کی بدبو اس سے الگ ہے جیسا سگریٹ وغیرہ سے ظاہر ہے چونکہ یہ بدبو پیٹ سے آتی ہے اس لئے کرُلی وغیرہ اس کے لئے مفید نہیں۔ اس کا حال ان لوگوں سے دریافت کرنا چاہیئے۔ جو نہ حقہ وغیرہ پیتے ہیں۔ نہ ایسے لوگوں کی مجلس کے عادی ہیں جب ان کو نماز وغیرہ میں ان کے ساتھ کھڑے ہونے کا اتفاق ہوتا ہے تو بڑی تکلیف پاتے ہیں۔ پس حقہ تازہ کرنے کا یا کرُلی کرنے کا عذر فضول ہے۔ قرآن مجید میں شراب اور جوئے کی بابت فرمایا۔ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ یعنی شراب اور جوئے کی وجہ سے شیطان تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکتا ہے یہ وجہ بھی حقہ اور سگریٹ میں پوری ہے کیونکہ عموماً تھوڑی دیر کے بعد حقے سگریٹ وغیرہ کی طلب ہوتی ہے اور اسی حالت میں نمازیں پڑھنی پڑتی ہیں اور اسی حالت میں اللہ کی یاد ہوتی ہے تو بدبو کی حالت میں سب کچھ ہوا جو جائز نہیں پس حقہ سگریٹ وغیرہ کی حرمت میں کوئی شبہ نہیں، اس قسم کے بعض اور وجوہ بھی حرمت کو چاہتے ہیں۔ بنظر اختصار ترک کئے گئے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است ہیں۔

واللّٰہ الموفق وھو الہادی الیٰ سبیل الرشاد      عبداللہ امرتسری روپڑی

## خدر، فتر، سم کی تعریفات اور ان کے احکام

**سوال**۔ خدر، فتر، سم کی تعریفات کیا ہیں؟ مسکر، مخدر، مفتر، سمیات کے احکام میں بحالت منجمدات و مائعات کیا فرق ہے کیا امور بالا مذکورہ کے استعمال داخلی، خارجی کا حکم ایک ہے یا الگ الگ کیا ان کی حالت حرمت میں مقدار کو بھی داخل ہے؟

**جواب**۔ سکر کے معنی نشہ کے ہیں قاموس میں لکھا ہے نقیض صحا یعنی سکر ہوش کا خلاف ہے منجد میں ہے۔ اَلسُّکْرُ حَالَۃٌ تَعْرِضُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَعَقْلِہٖ یعنی سکر ایک حالت ہے جو انسان اور اس کی عقل کے درمیان پردہ ہو جاتی ہے۔ کشف کبیر، میں ہے کہ کہا گیا ہے کہ سکر اس خوشی کو کہتے ہیں۔ جو بعض اسباب کی وجہ سے عقل پر غالب آجاتی ہے جو اس خوشی کو پیدا کرتے ہیں پس انسان اپنی عقل کے موافق کام کرنے سے رک جاتا ہے۔ بغیر اس کے کہ عقل کو زائل کرے اور انسان احکام شرعیہ کے ساتھ خطاب کا اہل رہتا ہے۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ سکر میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی بلکہ عمل سے بیکار ہو جاتی ہے۔ خواہ دب کر بیکار ہو جائے یا بالکل زائل ہو جائے رہا اس میں سرور کا ہونا اور اس کا سبب کھانا پینا سو اس کو کسی نے ذکر کیا ہے کسی نے نہیں کیا مگر درحقیقت یہ سکر میں داخل نہیں کیونکہ مقصود شارع کی بقاء عقل ہے جو بُرے بھلے میں تمیز کرتی ہے اور جس کی وجہ سے انسان احکامِ شرعیہ کا مخاطب رہتا ہے عقل کا بیکار کرنا شرع پسند نہیں کرتی خواہ اس کے ساتھ خوشی ہو یا نہ خواہ اس کا سبب کھانا پینا ہو یا کوئی اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اَلْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ یعنی شراب وہ شے ہے جو عقل کو ڈھانک لے۔ منتخب کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۴۳۰ میں بحوالہ طبری دو حدیثیں ذکر ہیں۔ ایک اِشْرَبُوْا مَا لَا يُسَفِّهُ اَحْلَامَكُمْ وَلَا يُذْهِبُ اَمْوَالَكُمْ یعنی وہ شے پیو۔ جو تمہاری عقلوں کو بیوقوف نہ کرے اور تمہارے مالوں کو نہ لے جائے دوسری اِشْرَبُوْا مِنْهُ مَا لَا يُذْهِبُ الْعَقْلَ وَالْمَالَ یعنی پینے کی اشیاء سے وہ شے پیو جو عقل اور مال کو نہ لے جائے ان دونوں سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ شارع کا اصل مقصود عقل کا بقاء ہے خوشی وغیرہ ایک زائد امر ہے۔ یہ سکر کے معنی ہیں

خدر کا معنی سُنئے قاموس میں ہے اِضْمِحْلَالٌ يَغْشَى الْاَعْضَاءَ یعنی سستی اور ڈھیلا پن جو اعضاء کو ڈھانک لے۔ مصباح المنیر میں ہے۔ خدر العضو خدرا من باب تعب استرخى فلا يطيق الحركة یعنی عضو کو خدر ہو گیا یعنی ڈھیلا ہو گیا پس حرکت کی طاقت نہیں رکھتا منجد میں ہے تَشَنُّجٌ يُصِيْبُ الْعُضْوَ فَلَا يَسْتَطِيْعُ الْحَرَكَةَ اَلْكَسَلُ وَالْفُتُوْرُ یعنی خدر کے دو معنی ہیں ایک عضو کا سکڑنا جس سے حرکت نہ کر سکے دوسرے سستی اور فتور۔ ان عبارتوں سے خدر کے معنی واضح ہو گئے۔

اب فتر کے معنی سُنئے قرآن مجید میں ہے۔

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ۔ یعنی فرشتے رات دن اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں سست نہیں ہوتے قاموس میں ہے۔ فتر فتورا وفتارا سكن بعد حدة ولان بعد شدة یعنی تیزی کے بعد ٹھہر گیا۔ اور سختی کے بعد نرم پڑ گیا۔ تاج العروس شرح قاموس میں ہے وَعَلَيْهِ يُحْمَلُ الْحَدِيْثُ نَهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفْتِرٍ وَالْمُسْكِرُ الَّذِيْ يُزِيْلُ الْعَقْلَ وَالْمُفْتِرُ الَّذِيْ يُفَتِّرُ الْجَسَدَ اِذَا شُرِبَ اَيْ يُحْمِي الْجَسَدَ وَيَصِيْرُ فُتُوْرًا یعنی حدیث نهى عن كل مسكر ومفتر کے یہی معنی ہیں۔

پس مسکر وہ ہے جو عقل کو زائل کر دے مفتر وہ ہے۔ جو جسم کو گرم کر دے اور فتور پیدا کر دے مجمع

البحار میں ہے ۔ هُوَ الَّذِي إِذَا شُرِبَ أَحْمَى الْجَسَدَ وَصَارَ فِيهِ فُتُورٌ وَهُوَ ضُعْفٌ وَانْكِسَارٌ یعنی مفتر وہ ہے کہ جب پیئے تو جسم کو گرم کر دے اور اس میں فتور پیدا ہو جائے فتور کمزوری اور شکستگی کو کہتے ہیں ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ فتر کے معنی بھی وہی خدر کے ہیں سستی، کمزوری، شکستگی، اعضا ڈھیلا پن عقل اور دماغ میں خلل وغیرہ صرف اتنی بات ہے کہ خدر کے معنی تشنج بھی ہیں یعنی عضو کا سکڑنا اور عضو کا سو جانا نیز معلوم ہوا کہ مخدر اور مفتر تمام اعضا سے تعلق رکھتے ہیں بر خلاف مسکر کے اس کا تعلق عقل سے ہے سم کے معنی زہر ہے جو مشہور ہے کہ قتل کر دیتا ہے قاموس میں ہے هٰذَا الْقَاتِلُ الْمَعْرُوفُ یعنی زہر قاتل مشہور ہے، مصباح المنیر میں ہے ما یقتل الاکثر یعنی زہر وہ شے ہے ۔ جو اکثر قتل کر دے منجد میں ہے كُلُّ مَادَّةٍ إِذَا دَخَلَتِ الْجَوْفَ عَطَّلَتِ الْأَعْمَالَ الْحَيَاتِيَّةَ أَوْ أَوْقَفَتْهَا تَمَامًا یعنی زہر ہر وہ مادہ ہے جو پیٹ میں داخل ہو تو اعمال حیات کو بیکار کر دے یا بالکل موقوف کر دے پیٹ میں داخل ہونا شرط نہیں ۔ اس کا ذکر صرف اس لئے کیا ہے اکثر ایسا ہی ہوتا ہے ۔

**جواب** ۔ ۴۰۲: مسلم میں ہے كُلُّ مُسْكِرٍ خمر وکل خمر حرام یعنی ہر نشہ والی شے شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے ۔ نیز منتقی میں ترمذی ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ یعنی جس شے کی زیادتی نشہ لائے اس کا تھوڑا حصہ بھی حرام ہے ۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نشہ والی شے حرام ہے ۔ خواہ مائع ہو یا منجمد یعنی پگھلی ہوئی ہو یا جمی ہوئی ۔ گاڑھی ہو یا پتلی اس کا کوئی فرق نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع کلمات دیئے گئے ہیں آپ نے ایک جملہ میں مائع منجمد سب کو حرام کر دیا ۔ کتب حنفیہ (شامی وغیرہ) میں جو پتلے اور جمے ہوئے میں فرق کیا ہے کہ پتلا تو قلیل ہو یا کثیر حرام ہے ۔ اور جما ہوا کثیر حرام ہے قلیل حرام نہیں یہ فرق صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ والی شے قلیل کثیر حرام کی ہے ۔

اسی طرح کتب فقہ شامی وغیرہ میں جو فرق کیا گیا ہے کہ پتلی اشیاء نشہ والی نجس ہیں جمی ہوئی نجس نہیں تو یہ ٹھیک نہیں کیونکہ یہ بھی بے دلیل ہے بعض جو یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جوئے تیر فال اور بتوں کا بھی ذکر ہے حالانکہ یہ نجس نہیں ہیں ۔ رجس سے مراد بری اور شرارت والی شے ہے جو عام خرابیوں کی جڑ ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مشرک کو نجس کہا ہے حالانکہ ظاہر میں نجس نہیں ۔ بلکہ مراد اس سے شرارت نفس اور خباثت باطنی ہے ٹھیک اسی طرح شراب

کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ بھی ام الخبائث ہے منتخب کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۲۲ میں بحوالہ طبرانی اوسط ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ اَلْخَمْرُ اُمُّ الْخَبَائِثِ فَمَنْ شَرِبَ لَمْ تُقْبَلْ صَلٰوتُهٗ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فَاِنْ مَاتَ وَهِيَ فِيْ بَطْنِهٖ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً یعنی شراب تمام خباثتوں کی ماں ہے جو اس کو پئے چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور جو مر جائے اور شراب اس کے پیٹ میں ہو تو جاہلیت کی موت مرا اس حدیث سے ظاہر ہوگیا کہ شراب کی نجاست سے مراد وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے کہ وہ ام الخبائث ہے جیسے مشرک کو نجس کہا ہے نہ یہ کہ اس کا ظاہر پلید ہے۔

خلاصہ یہ کہ پتلی اور جمی ہوئی کا نہ تو قلیل کثیر کا فرق ہے نہ پاک پلید کا فرق ہے بلکہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ دونوں پاک شے سے تیار ہوں تو پاک ہیں اگر پلید سے تیار ہوں تو پلید ہیں۔ اور جمی ہوئی قلیل کثیر حرام ہے جیسے پتلی کا قلیل کثیر حرام ہے یہ تو مسکر کا بیان تھا۔ اب مخدر، مفتر، سمیات کا حال سنیئے

منتخب کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ میں بحوالہ مسند احمد ابوداؤد ام سلمہؓ کی روایت ذکر کی ہے نهى عن كل مسكر و مفتر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ والی شے اور فتور پیدا کرنے والی شے سے منع کیا ہے نیز اسی صفحہ پر بحوالہ ابونعیم انس بن حذیفہ کی روایت ذکر کی ہے الا ان كل مسكر حرام وكل مخدر حرام وما اسكر كثيره حرام قليله وما خمر العقل فهو حرام یعنی ہر نشے والی شے حرام ہے اور خدر پیدا کرنے والی شے حرام اور جس شے کی زیادتی نشہ لائے اس کا تھوڑا حصہ بھی حرام ہے۔ اور جو شے عقل کو ڈھانک لے وہ حرام ہے نیل الاوطار باب التداوی بالمحرمات میں ہے۔ عن ابی هريرة قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عَنْ دَوَاءِ الْخَبِيْثِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا خبیث سے منع فرمایا ہے۔ یعنی زہر اس سے مفتر، مخدر، سمیات کا حکم معلوم ہوگیا کہ یہ سب حرام ہیں نہ دوا کے لئے ان کا استعمال درست ہے نہ غیر دوا کے لئے جیسے مسکر کا حکم ہے کہ وہ بھی دوا و غیر دوا کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں رہا قلیل کثیر کا فرق سو اس میں بھی یہ مسکر کی طرح ہیں کیونکہ مسکر قلیل کے حرام ہونے کی دو وجہیں ہیں۔

ایک یہ کہ تھوڑے سے بہت تک نوبت نہ پہنچ جائے کیونکہ جوں جوں مسکر کو استعمال کیا جائے اس کی رغبت بڑھتی ہے رستہ بند کرنے کی غرض سے تھوڑے کو بھی حرام کر دیا۔ دوسری یہ کہ اس کے استعمال سے قویٰ پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے ان کی اپنی طاقت کمزور ہو جاتی ہے اور مسکر ان کی غذا ہوتی جاتی ہے یہاں

تک کہ نہ ملنے کی صورت میں سخت تکلیف ہوتی ہے جیسے دیوانے کتے کی حالت ہوتی ہے کسی کو کم کسی کو زیادہ مفتر و مخدر میں یہ دونوں وجہیں مسکر سے زیادہ پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ حقہ، سگریٹ پینے والوں اور افیون وغیرہ کھانے والوں کی حالت دیکھی گئی ہے کہ ان کو زیادہ ان نشے کی طلب ہوتی ہے پس ان کا قلیل بطریقِ اولیٰ حرام ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ ابو نعیم کی حدیث میں مسکر اور مخدر کی حرمت بیان کر کے مسکر قلیل کی حرمت پر اکتفا کی ہے کیونکہ مخدر قلیل کی حرمت بطریقِ اولیٰ سمجھی جاتی ہے رہا زہر قلیل کا استعمال جس سے جان کا خطرہ نہ ہو۔ تو اس کا کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ دو وجہیں اس میں نہیں پائی جاتیں نیز تھوڑی مقدار جس میں قتل کا خطرہ نہ ہو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً کوئی شخص ٹیلے سے کود پڑے یا پہاڑ سے کود پڑے جس کے نیچے گہرا پانی ہو یا کوئی اور نرم شے ہو جس سے چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو تو یہ کسی کے نزدیک منع نہیں، ٹھیک اسی طرح زہر کو سمجھ لینا چاہیئے۔ نیل الاوطار جلد ۸ صفحہ ۱۷۵ میں ہے۔

قال الماوردی وغیرہ السموم علی اربعۃ ضرب الخ۔

یعنی زہر چار قسم ہے ایک وہ جو قلیل کثیر قتل کر دے پس اس کا کھانا ہر طرح حرام ہے دوسری قسم وہ ہے جو کثیر قتل کر دے قلیل قتل نہ کرے۔ اس کا کثیر حرام ہے تھوڑا دوا کے لئے جائز ہے تیسرا وہ جو اکثر قتل کر دے کبھی نہ کرے۔ تو اس کا پہلے والا حکم ہے چوتھا وہ جو اکثر قتل نہ کرے کبھی کر دے۔ اس کی بابت امام شافعیؒ کے دو قول ہیں، ایک میں مباح کہا ہے اور ایک جگہ حرام کہا ہے امام شافعیؒ کے بعض اصحاب نے اس کو دو حالتوں پر کر دیا ہے۔ مباح اس وقت ہے جب دوا کے لئے ہو حرام اس وقت جب دوا کے لئے نہ ہو۔ جس حدیث میں حضرت میمونہ کی لونڈی کی مری ہوئی بکری کا ذکر ہے حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی کھال کیوں نہ اتار لی گئی۔ اس حدیث سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طریق پر کسی شے کا استعمال کرنا حرام ہے، اس طرح کے علاوہ کسی دوسرے طریق پر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر چونکہ ان اشیاء کی حرمت سخت ہے یہاں تک کہ قلیل و کثیر حرام ہیں اور جب شراب کی حرمت اتری۔ اس وقت جن لوگوں کے پاس شراب تھی۔ بہا دی گئی تھی اور کسی جگہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ منتقیٰ وغیرہ میں حدیث ہے۔ صحابہؓ نے سرکہ بنانے کی اجازت چاہی اجازت نہیں ملی۔ اور خرید و فروخت بھی شراب کی حرام کر دی گئی، اس لئے کسی دوسرے طریق پر بھی استعمال کرنا ٹھیک نہیں، اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو منتخب کنز العمال جلد ۲ میں ہے۔

عن نافع قال قیل لابن عمرؓ اَنَّ النِّسَاءَ یَمْتَشِطْنَ بِالْخِمَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَلْقَی اللّٰہُ فِی رُؤُسِہِنَّ الْخَاصَّۃَ یعنی ابن عمرؓ کو کہا گیا کہ یہ عورتیں شراب سے سر دھوتی ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے سروں میں بیماری ڈالے۔ جس سے ان کے بال گر جائیں۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی ضلع انبالہ

۲۷ راگست ۱۹۳۱ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ

## جندبیدستر

**سوال:** جندبیدستر کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** جندبیدستر سگ آبی (دکھر) کا خصیہ ہے۔ دکھر مچھلیوں کا شکار کرتا ہے اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ہر دریائی جانور حلال ہے یا مچھلی کے اقسام اختلاف شدید ہے اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ جندبیدستر سے پرہیز کیا جائے۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی

## افیون، ڈوڈے اور بھنگ

**سوال:** افیون ڈوڈے بھنگ یا تخم یا برگ دھتورہ، تخم یا برگ بھنگ وغیرہ منشیات میں شامل ہیں یا مفترات میں؟ بطور دوائی ان کا داخلی یا خارجی طور پر استعمال کیا جائز ہے؟

**جواب:** ان اشیاء کو بعض نشہ آور نہیں کہتے مگر میرا خیال ان کی بابت بین بین ہے۔ مجھے ان میں کچھ نشہ کا شبہ پڑتا ہے بعض کتب طب میں بھی ان کو منشیات میں لکھا ہے۔ جب یہ اشیاء نشہ آور ہوئیں تو ان کا استعمال داخلی خارجی یا خاکستر کر کے کسی طرح درست نہ ہوا۔ خواہ تھوڑی مقدار ہو جو نشہ پیدا نہ کرے یا زیادہ ہو اور اگر نشہ کی خاصیت دور کر کے استعمال کی جائیں تو اس میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ استعمال جائز ہے کوئی کہتا ہے ناجائز ہے احتیاط استعمال نہ کرنے میں ہے ہاں اگر خود بخود نشہ دور ہو جائے جیسے شراب اتفاقیہ دھوپ میں پڑی رہنے سے سرکہ بن جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں اور اگر نشہ آور نہ ہوں بلکہ صرف مخدر ہوں تو بھی ان کا استعمال جائز نہیں ہاں تخدیر کی خاصیت دور کر دی جائے تو پھر کچھ گنجائش ہے خواہ داخلی استعمال ہو یا خارجی اگر تخدیر کی خاصیت باقی ہو تو پھر داخلی تو بالکل نہ چاہیئے۔ خارجی کی گنجائش ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ نہ بچے۔ کیونکہ منشیات ہونے کا قوی

## بیر بہوٹی، گنڈوئے، کچھوا، جونک، قضیب گاؤ، قضیب ریچھ، چربی شیر

**سوال:** مذکورہ بالا اشیاء کا استعمال بطور دوائی جائز ہے؟

**جواب:** بیر بہوٹی، کیچوے، جونکیں اور اس قسم کی دوسری اشیاء جن میں دم سائل (وہ خون جو ذبح کے وقت بہ جاتا ہے) نہیں، وہ سب پاک ہیں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی برتن میں یا کھانے میں گر جائے تو اس کو ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے اور وہ بیماری والے پر کو آگے کرتی ہے اور اس کے بل گرتی ہے اور ظاہر ہے کہ بعض دفعہ شے گرم ہو تو مکھی مر جاتی ہے اور بعض دفعہ گرنے کو دیر ہو جائے۔ تو پھر مر جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایسی اشیاء جن میں دم سائل نہیں، نجس نہیں پس ان کا داخلی خارجی ہر طرح سے استعمال جائز ہے

سانڈا گوہ کی قسم ہے اس کا استعمال بھی ہر طرح سے جائز ہے نیز کچھوے کھانے کے علاوہ استعمال میں کوئی حرج نہیں قضیب گاؤ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے مگر یہ مذہب صحیح نہیں بلکہ ماکول اللحم کا گوبر پیشاب تک پاک اور حلال ہے ریچھ اور شیر چونکہ قطعاً حرام ہیں، اس لئے ریچھ کی قضیب (آلت) اور شیر کی چربی وغیرہ بھی اسی حکم میں ہیں۔ ہاں کھانے کے علاوہ کسی اور طریق سے استعمال منع نہیں کیا جاتا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

## مینڈک، کچھوا

**سوال:** مینڈک، کچھوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** مینڈک اور کچھوا اختلافی اشیاء سے ہیں اس لئے احتیاط بچنے میں ہے بلکہ مینڈک کے متعلق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طبیب نے دوائی کے لئے اجازت مانگی تو آپ نے اس کے قتل سے منع فرمایا۔ حیوۃ الحیوان میں بحوالہ بیہقی سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزوں کے قتل سے منع کیا ہے۔ چیونٹی، شہد کی مکھی، مینڈک، صُرد (چکی باہ) اور ہد ہد اور بعض اور روائتیں بھی ذکر کی ہیں، جن میں قتل مینڈک کی ممانعت ہے گو کہا جائے کہ اس

حدیث سے مینڈک کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس میں شہد کی مکھی اور چیونٹی کے قتل سے بھی منع فرمایا ہے۔ حالانکہ وہ کسی کے نزدیک حرام نہیں تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اس حدیث سے تو اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ مینڈک کا استعمال زیادہ خطرہ والی شے ہے کیونکہ یہاں پر تین حالتیں ہیں ایک یہ کہ مینڈک زندہ ہو۔ دوم یہ کہ مقتول ہو سوم یہ کہ بغیر قتل کے مر گیا ہو۔ زندہ ہونے کی حالت میں تو وہ استعمال نہیں ہوتا۔ دوسری حالت کے متعلق تھوڑی سی تفصیل ہے وہ یہ کہ جو شے فی نفسہ حلال ہو۔ اگر اس کو گناہ کے طریق سے تیار کیا جائے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض اس کو حلال کہتے ہیں اور بعض حرام کہتے ہیں۔ مثلاً سرکہ حلال ہے مگر شراب کا سرکہ بنانے سے حدیث میں ممانعت آئی ہے اس لئے بعض علماء اس کو حلال کہتے ہیں۔ بعض حرام ٹھیک اسی طرح مینڈک کے مقتول ہونے کی صورت میں مینڈک کے حلال حرام ہونے میں اختلاف ہوگا۔ کیونکہ اس کے قتل سے ممانعت آئی ہے۔ ایک شبہ تو اس کی حلت حرمت میں تھا۔ اب ایک قتل سے پیدا ہوگیا۔ پس اس طریق سے مینڈک کا استعمال زیادہ خطرناک ہوگیا۔ رہی تیسری صورت سو اس میں اگر صُرد اور ہدہد کا لحاظ کیا جائے، تو وہ مرے ہوئے قطعاً حرام ہیں پس مینڈک بھی قطعاً حرام ہوگا۔ اور اگر شہد کی مکھی اور چیونٹی کا لحاظ کیا جائے تو ان کی طرح مینڈک بھی حرام نہ ہونا چاہیئے۔ اب اس کے ساتھ اصل حلت وحرمت اختلاف کو دیکھا جائے، تو وہی شبہ در شبہ والی حالت پیدا ہوگی، جیسے دوسری (مقتول ہونے کی) حالت تھی بہرصورت مینڈک کا معاملہ اس حدیث کی وجہ سے زیادہ نازک معلوم ہوتا ہے مگر یہ سب کچھ کھانے کے متعلق ہے اگر کسی اور طریق سے استعمال کرنا ہو تو پھر کوئی ایسی خطرے والی شے نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

## افیون

**سوال**۔ افیون وغیرہ بطور دوا استعمال کی جاسکتی ہے؟

**جواب**۔ مشکوٰۃ میں ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ۔ رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ باب الطب والرقی)

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس

کی شفا بھی اتاری ہے پس دوا کرو اور حرام کے ساتھ دوا نہ کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی حرام شے کے ساتھ دوا نہ کی جائے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

مدیر تنظیم، یکم جمادی الاوّل ۱۳۵۸ھ

## اونٹنی نے گیدڑ کا گوشت کھا لیا

**سوال**۔ ایک اونٹنی بیمار ہو گئی بیماری کی وجہ سے اس کو گیدڑ کا گوشت کھلایا گیا کیا گیدڑ کا گوشت کھانے سے اونٹنی حرام ہو گئی یا نہیں۔

**جواب**۔ اونٹنی حرام نہیں ہوئی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کھیتوں میں گندگی وغیرہ ڈالی جاتی ہے اس سے ترکاری وغیرہ پیدا ہوتی ہے جیسے بھیڑیں ٹیلا وغیرہ کھاتی ہیں۔ مرغیاں گندگی کھاتی ہیں جیسے یہ اشیاء حرام نہیں ہوتیں اس طرح اونٹنی کو سمجھ لینا چاہیے۔ (عبداللہ امرتسری روپڑی)

## کچھوا

**سوال**۔ کیا امام بخاری رح کے نزدیک کچھوا حلال ہے؟

**جواب**۔ امام بخاری رح نے کچھوے کی حلت کی بابت صرف حسن بصری رح کا مذہب نقل کیا ہے۔ شعبی وغیرہ کا نقل نہیں کیا۔ رہا یہ کہ امام بخاری رح کے نزدیک کچھوا حلال ہے یا نہیں سو اس باب سے جس میں یہ قول لائے ہیں کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ اس باب میں ابن عباس رض کا مذہب ذکر کیا ہے کہ دریا کا طعام جس کی حلت قرآن میں مذکور ہے۔ اس سے مراد دریا کا مردہ جانور ہے مگر جس سے تیری طبیعت نفرت کرے اور ظاہر ہے کہ کچھوے سے عموماً طبائع کو نفرت ہے پس یہ درست نہ ہوا نیز کسی کا مذہب نقل کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام بخاری رح کا اپنا مذہب بھی یہی ہے۔ ہاں صحابی رض کا قول ہوتا تو یہ خیال ہو سکتا تھا۔ کیونکہ صحابی رض کا قول حجت ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

## مچھلی اور نمک وغیرہ شراب میں ڈال کر سرکہ بنانا اور اس کا استعمال جائز ہے؟

**سوال**۔ ذبان خمری (یعنی شراب والی مچھلیوں) کی حلت جو حضرت ابو الدرداء صحابی سے امام

بخاری رحمہ نے نقل کی ہے اس سے شراب کے سرکہ بنانے پر استدلال کرنا درست ہے اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ دیگر بیزی ادویہ جن میں شراب حل ہوتی ہے ان کا کھانا اور پینا درست ہے۔

**جواب:** حضرت ابوالدرداء کے قول میں نینان خمری کا ذکر نہیں بلکہ سرکہ شراب کا ذکر ہے جو شراب میں مچھلیاں اور نمک ڈال کر تیار کیا جاتا ہے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس مقام پر لکھا ہے کہ ابوالدرداء اور ایک جماعت صحابہؓ اس کو کھاتی تھی۔ اور اس کے ایک دو سطر بعد لکھا ہے کہ ابوالدرداء اور ایک جماعت اس طرح سے شراب کا سرکہ بنانا جائز کہتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء اور ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اور اس بناء پر شراب میں حل کی ہوئی ادویہ جائز ہوں گی مگر چونکہ حدیث میں شراب کے سرکہ بنانے سے صراحۃً نہی آئی ہے اس لئے پرہیز چاہیئے ہاں اگر کسی نے جرم کا ارتکاب کر کے دوا تیار کر لی ہو یا سرکہ بنا لیا ہو تو اس کے استعمال کی کچھ گنجائش ہے مگر پھر بھی پرہیز اچھا ہے کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

## سودی قرض لینے والے کی ضیافت اور عطیہ

اس کا جواب اسی فتاویٰ میں صلاۓ پر گزر چکا ہے۔

## بکرا دیوی

**سوال:** غیر اللہ کے نام پر پکارے ہوئے جانور کا بچہ بھی حرام ہے یا نہیں؟ ہمارے علاقہ میں چونکہ ہندو لوگ زیادہ آباد ہیں بنا بریں سانڈھ اور بکرے بھینسے جو جہاں پائے جاتے ہیں وہ نوے فیصدی غیر اللہ کے نام پر پکارے ہوئے ہیں ان تینوں حلال جانوروں کی نسل غیر اللہ جانوروں سے بڑھتی ہے اب ایسی صورت میں اگر غیر اللہ کی نسل بھی حرام ہے تو بصورت یہ کہ ہم حلال جانوروں کے گوشت سے محروم رہیں گے بلکہ قربانی کے لئے بھی ہمیں کوئی جانور نہیں ملے گا۔

محمد عبداللہ از قصبہ روڑی ضلع حصار

**جواب:** اس قسم کی عام وبا جس سے پرہیز مشکل ہو یہ خاص غیر اللہ کے نام کے جانور سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ عام طور پر ہر شے میں داخل ہو گئی ہے مثلاً سود۔ گروی زمین کے منافع۔ رشوت، چوری، خرچی

ثانیہ خلاف شرع خرید و فروخت اور اس میں دغا فریب۔ جھوٹ اور کئی قسم کی غیر شرعی حرفتیں، عدالتوں کی ملازمتیں، وکالتیں، عرضی نویسی وغیرہ جو قرآنی آیت وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ ھُمُ الظَّالِمُوْنَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ کے تحت میں سب اسی قسم سے ہیں، خاص کر ظلم پنجاب کا مسئلہ کہ وراثت شرعی طریق سے تقسیم نہیں کرتے نہ عشر زکوٰۃ دیتے ہیں بلکہ جھوٹے مقدمات کر کے بیگانے حقوق دبا لیتے ہیں۔ یہ باتیں عام ہو رہی ہیں اور کم و بیش ہر خاص و عام ان میں مبتلا ہے یا کم سے کم ان کا دھواں ہر ایک کو پہنچ رہا ہے سو ایسی حالت میں اگر کوئی شخص چاہے کہ میں پورا پرہیز کروں اور ہر قسم کی آمیزش اور اشتباہ سے بچوں تو مشکل ہے مگر یہ بھی نہیں کہ بے تکلف ہو کر بے پرواہی سے مال مشتبہ اور غیر مشتبہ جو کچھ سامنے آوے حلال طیب کی طرح کھا جائے بلکہ اپنی طاقت کے موافق پرہیز ضروری ہے

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۹ جولائی ۱۹۳۶ء ۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

## تبلیغ اسلام پر اجرت

اس کا جواب اسی جلد کے صفحہ ۳۴ پر گزر چکا ہے۔

## مسجدوں میں تقسیم شدہ مٹھائی یا نذر

**سوال**۔ مسجدوں وغیرہ میں جو مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے یا کھانا دیا جاتا ہے یا بیماری کے موقع پر نذر مانی جاتی ہے اور شفا ہونے پر پوری کی جاتی ہے کیا اس کو غریب امیر سب کھا سکتے ہیں۔ یا صرف غریبوں کا حق ہے؟

**جواب**۔ اس مسئلہ میں اصل الاصول یہ ہے کہ اگر بطور ہدیہ اور بطور احسان و مروت ہو تو ہر ایک کھا سکتا ہے اگر صدقہ کی نیت ہو تو مساکین کا حق ہے عقیقہ قربانی کی طرح ہے اس کو غنی بھی کھا سکتے ہیں کیونکہ اس سے مقصد خون بہانا ہے۔ گوشت جو چاہے کھائے اور جو کسی خوشی کے موقع پر دیا جاتا ہے جیسے کعب بن مالک رضؓ نے توبہ قبول ہونے کے وقت خوشخبری دینے والے کو اپنے کپڑے اتار کر دے دیئے۔ ابن کثیر جلد ۲ زیر آیت کریمہ "وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا" یا اس قسم کے کسی اور خوشی کے موقع پر جو کچھ دیا جاتا ہے یہ عموماً بطور شکریہ اور بطور ہدیہ اور بطور احسان و مروت

ہوتا ہے جس سے اپنے دوست یا خیر خواہ کے پاس یا اپنی برادری میں یا اسلامی بھائیوں میں خوشی کا اظہار مقصود ہوتا ہے اس کو ہر ایک کھا سکتا ہے اور کبھی خوشی کے موقع پر بطور صدقہ ہوتا ہے جیسے ابن کثیر میں اسی کعب بن مالک کے واقعہ میں ہے کہ انہوں نے توبہ قبول ہونے کی خوشی میں خیبر کے حصہ کے سوا سب مال صدقہ کر دیا۔

بیماری وغیرہ کے موقع پر جو کچھ دیا جاتا ہے یا نذر مانی جاتی ہے اس میں عموماً صدقہ کی نیت ہوتی ہے تاکہ مصیبت ٹل جائے پس اغنیاء کو اس سے پرہیز چاہیئے غرض یہ شے نیت کے تابع ہے اس میں غریب امیر سب یکساں ہیں جیسے مسافر کی خدمت اور کھانا دینا وغیرہ گھر میں خواہ وہ کتنا امیر ہو اس طرح کی روزہ کی افطاری ہے اس لئے ماہِ رمضان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر المواساۃ رکھا ہے یعنی ہمدردی اور خیر خواہی اور احسان و حرمت کا مہینہ۔

مشکوٰۃ میں ہے۔

اَنَّ امْرَأَۃً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَنَذَرْتُ اَنْ اَذْبَحَ بِمَکَانِ کَذَا وَ کَذَا مَکَانٌ تُذْبَحُ فِیْہِ اَھْلُ الْجَاھِلِیَّۃِ ... الخ

یعنی ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں مکان میں ذبح کروں، جس میں اہلِ جاہلیت ذبح کرتے تھے، فرمایا کیا وہاں ان کا کوئی بت تھا جس کی پوجا ہوتی ہو؟ کہا نہیں، فرمایا کیا وہاں ان کی کوئی عید تھی؟ کہا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کر۔

مشکوٰۃ کے اسی صفحہ پر ایک مرد کا ذکر ہے جس نے بُوانہ جگہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی اس کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سوال کر کے آخر فرمایا نذر پوری کر۔

ان جگہوں میں نذر ماننے سے مقصود ان جگہوں کے لوگوں کو کھانا پلانا تھا جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی امیر غریب کا آپ نے امتیاز نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نذر ماننے والے کے اختیار میں ہے۔ جس کو چاہے کھلائے پلائے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا۔ کہ جہاں کوئی چاہے کھلائے خواہ مسجد ہو یا کوئی اور جگہ ہو صرف اس چیز کا خیال رکھے کہ کوئی شرک و بدعت کا کام وہاں نہ ہو اور نہ کفار کے کسی تہوار کو رونق ہو اس قسم کے خرافات سے بچتا ہوا جہاں چاہے کھلائے پلائے مسجد تو نیک مجلس کی جگہ ہے اور بابرکت مجمع کا محل

ہے وہاں بطریق اولیٰ کھلانا پلانا ثابت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عموماً لوگ مسجد نبوی میں اشیاء لاتے اور وہاں کھجوروں وغیرہ کے خوشے لٹکاتے چنانچہ آیت کریمہ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ اسی بارہ میں اتری۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ

## گندگی کھانے والا جانور

**سوال** ۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ پاخانہ کھانے والا چارپایہ حلال نہیں اور نہ ہی اس کی سواری جائز ہے اکثر گائے، بھینس گندگی کھاتی دیکھی ہیں کیا ان کی قربانی بھی درست نہیں اور مرغا مرغی ہمیشہ گندگی کرید کر کھاتے ہیں اور اس کے انڈے ہر شخص کھاتا ہے۔

**جواب** ۔ مشکوٰۃ میں گندگی کھانے والے جانور کی ممانعت ہے لیکن وہاں جلالہ کا لفظ ہے۔ اور جلالہ زیادہ گندگی کھانے والے کو کہتے ہیں یعنی جس کی اکثر خوراک گندگی ہو۔ یہاں تک کہ اس کے دودھ اور اس کے پسینہ سے گندگی کی بدبو آئے ایسا جانور بیشک حرام ہے رہی مرغی تو یہ جلالہ میں داخل ہی نہیں کیونکہ اس میں خدا نے ایسی حرارت رکھی ہے کہ اس سے اس کی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے یہ خواہ کتنی گندگی کھائے۔ اس سے بدبو نہیں آتی اور اس کا گوشت بدستور لذیذ رہتا ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۵ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ

## مزدوری میں غیر مسلم سے مشکوک یا حرام پیسے لینا

**سوال** ۔ میں ہندو دفتر میں ملازم ہوں اس دفتر سے ایک انگریزی رسالہ نکلتا ہے اور جو رسالہ کی آمد ہوتی ہے۔ مالک رسالہ ایک بنک میں جمع کروا دیتے ہیں اور ماہ کے بعد ملازموں کو تنخواہیں بنک سے روپیہ نکلوا کر دی جاتی ہیں۔ ہم دفتر کے ملازم اپنی مزدوری خیال کر کے تنخواہ لے لیتے ہیں اگر بنک والے مالک رسالہ کا روپیہ سود پر لگا کر روپیہ کو صرف کریں تو اس صورت میں جو ہمیں تنخواہیں ملتی ہیں ہمارے لئے جائز ہیں یا نہیں۔

**جواب** ۔ فتاویٰ ابن تیمیہؒ میں ہے کہ ذمی آپس میں پوشیدہ شراب کی خرید و فروخت کریں تو اس سے نہ روکا جائے۔ اور شراب کی قیمت جب ذمی کے قبضہ میں آجائے تو اب مسلمان کو اجازت ہے۔

کہ اس قیمت کو لین دین میں شمار کرے جیسے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شراب کی خرید و فروخت ذمیوں کے سپرد کرو اور ان سے قیمت لے لو۔

اس سے معلوم ہوا کہ کفار آپس میں خواہ کوئی حرام کا سودا کریں، ہمیں جائز ہے کہ ہم اپنا حق وصول کرتے ہوئے وہی پیسے لے لیں آپ نے جس صورت کے متعلق سوال کیا ہے وہ اسی قسم سے ہے وہ آپس میں خواہ سود کا لین دین کریں یا کوئی اور معاملہ کریں آپ کو جو کچھ ملتا ہے وہ آپ کے لئے جائز ہے کیونکہ آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں۔ ہاں اگر آپ بنک میں ملازم ہوتے تو یہ ناجائز تھا کیونکہ اس صورت میں آپ کے ہاتھ سے سودی کاروبار ہوتا جو قطعاً حرام ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور کاتب اور گواہوں کو لعنت کی ہے اور فرمایا یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ضلع انبالہ

# حجامت کا بیان

## لڑکی کا سر منڈانا

**سوال** ۔ کیا چھوٹی لڑکی کا سر منڈانا جائز ہے؟

**جواب** ۔ اَخْرَجَہٗ مَالِکٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ فِی الْمَرَاسِیْلِ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْبَیْہَقِیُّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وَزَنَتْ شَعْرَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَزَیْنَبَ وَاُمِّ کُلْثُوْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ فَتَصَدَّقَتْ بِوَزْنِہٖ فِضَّۃً" (نیل الاوطار)

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ، ام کلثومؓ کے بال تول کر ان کے وزن برابر چاندی صدقہ کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹی لڑکی کے بال اتروانے جائز ہیں اگر ناجائز ہوتے تو عقیقہ میں اتروا کر چاندی دینے کی ضرورت نہ تھی بلکہ اٹکل سے بھی دی جاسکتی ہے اس کے علاوہ چھوٹی لڑکی کے بال کہیں نہی نہیں آئی اور جس شے سے شارع منع نہ کرے اس کو ہم اپنی طرف سے منع نہیں کرتے پس اس وجہ سے بھی بال اتروانے کا جواز ثابت ہوا، نیز جس شے سے شارع ساکت ہوجائے وہ معاف

كان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض على لحيته فما فضل اخذه (بخاری)

یعنی ابن عمرؓ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی مٹھی سے زائد کٹواتے۔

اس میں قید حج کی ہے جو حج کرے وہ مٹھی سے زائد بال کترائے تو جائز ہے کیونکہ اصحاب کرام کا فعل ہے افضل یہی ہے کہ نہ کترائے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کترانا ثابت نہیں۔

قال الکرمانی لعل ابن عمر اراد الجمع بین الحلق والتقصیر فی النسک فحلق راسه كله وقصر من لحیته لیدخل فی عموم قوله تعالیٰ محلقین رؤسكم ومقصرین وخص ذالک من عموم قوله وفروا اللحی فحمله علی حالة النسک (فتح الباری صـ۲۹۷)

یعنی ابن عمر کا مٹھی سے زائد کٹوانا شاید اس لئے ہو کہ قرآن مجید میں جو حج عمرے میں سر منڈانے کا اور کٹانے کا ذکر ہے ان دونوں پر عمل ہو جائے سر چونکہ منڈاتے وہ محل کٹانے کا نہ رہتا۔ اس لئے ڈاڑھی کٹاتے اور حدیث میں ڈاڑھیوں کے بڑھانے کا حکم ہے اس کو غیر حج عمرے پر محمول کرتے یعنی غیر حج عمرے میں کٹانے کی بالکل اجازت نہیں۔ امام نووی نے بھی خاص حج میں کہا ہے اس بارہ میں آپ اپنی تحقیق تحریر فرمائیں۔

صدر الدین قریشی سکنہ جگیاڈی ڈاک خانہ منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ

**جواب** ۔ اس مسئلہ میں عمرو بن شعیب کی حدیث واقعی ضعیف ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ عمرو بن شعیب کے صحیفہ سے نقل کرتے ہیں کیونکہ جمہور محدثین نے اس کو وجہ ضعف نہیں بنایا۔ بلکہ عمر ابن ہارون کی وجہ سے ضعیف ہے۔ رہا عبد اللہ بن عمرؓ کا فعل سو اس سے مجھے اتنا تردد ہے اگر غیر حج عمرے میں ڈاڑھی کو چھیڑنا ناجائز ہوتا تو ناجائز کام حج عمرے میں کس طرح جائز ہو گیا۔ احرام سے نکلنے کے لئے وہی کام کیا جاتا ہے جو غیر احرام میں جائز ہو خاص کر جب ظاہر الفاظ قرآن میں سر منڈانے کٹانے کا ذکر ہے اور احادیث میں بھی اس کا ذکر ہے تو آیت کو عبد اللہ بن عمرؓ نے ڈاڑھی کے کٹانے پر کس طرح چسپاں کر لیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ غیر حج عمرے میں وہ کٹانے کے قائل تھے اس لئے حج عمرے میں سر کے علاوہ بقیہ حجامت (ناخن وغیرہ) کی طرح مٹھی سے زائد ڈاڑھی بھی کٹا لیتے اور چونکہ عبد اللہ بن عمرؓ حدیث اعفوا اللحی (ڈاڑھیاں بڑھاؤ) کے راوی ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ صحابی کا خیال ہے حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ شاید اس کو حدیث نہ پہنچی ہو کیونکہ حدیث تو وہ خود روایت کرتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سی بات میں خلاف برداشت نہیں

نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ عادت کے طور پر آپ سے کوئی فعل صادر ہوتا تو اس میں بھی موافقت کی کوشش کرتے بخاری میں لمبی حدیث ہے اس میں حج عمرہ کو جاتے ہوئے ان کا ان جگہوں میں نماز پڑھنا مذکور ہے جہاں جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتفاقیہ اترے اور نماز پڑھی۔ اس کی بہت کوشش کرتے اس طرح دیگر باتوں کا ان کا حال تھا۔ اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اتباع نبوی میں خصوصیت کے ساتھ مشہور ہیں ان کے اس فعل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سند لی ہے ورنہ ڈاڑھیاں بڑھانے کی حدیث کے راوی ہو کر ایک ناجائز کام کا ارتکاب نہ کرتے اس لئے اگر کوئی شخص مٹھی سے زائد ڈاڑھی کٹالے۔ تو اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ ہاں افضل یہی ہے کہ مٹھی سے زائد نہ کٹائی جائے کیونکہ ڈاڑھی وہ شئے ہے جس سے کوئی خالی نہیں مگر کہیں ذکر نہیں کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی صحابی نے یا خیر القرون میں سے کسی نے ایسا فعل کیا ہو۔ سوا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے وہ بھی خاص حج و عمرہ کے موقع پر۔ اس لئے بہتر ڈاڑھی اپنے حال پر چھوڑ دینا ہے۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی

## مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کا مطلب

**سوال**۔ گذارش ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد من تشبہ بقوم فھو منھم کا صحیح مطلب کیا ہے؟ آج کل اس پر کافی بحث ہو رہی ہے۔ براہ مہربانی تفصیلاً تحریر فرمائیں۔ (یکے از خریداران تنظیم اہلحدیث)

**جواب**۔ مشکل سے مشکل بات عمل سے سہل ہو جاتی ہے اور سہل سے سہل بات ترک عمل سے مشکل ہو جاتی ہے۔ شرعی وراثت کے مسائل جب ان پر عمل ہوتا تھا سہل تھے لیکن اب ترک عمل کی وجہ سے ان کی آسان صورتیں بھی لوگوں کی سمجھ میں آنی مشکل ہیں اور موجودہ عدالتوں میں آمد ورفت رکھنے والے عوام الناس بعض اوقات مقدمات کی ایسی صورتیں تجویز کرتے ہیں کہ وکیلوں کے دماغ بھی وہاں تک نہیں پہنچتے اسی اصول کے تحت آج امتیاز اشتراک کا مسئلہ مشکل ہو رہا ہے اور حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم معرکۃ الآراء بنی ہوئی ہے کوئی کہتا ہے "یہ عام ہے کسی بات میں غیروں سے اشتراک نہ چاہیئے۔ کوئی کہتا ہے اس طرح مختلف قسم کی رائے زنی اس کے متعلق ہو رہی ہے

بہتیرے علم وفضل رکھتے ہوئے اس کے صحیح مفہوم سے دور ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس حدیث سے لباس کا کوئی تعلق نہیں۔ انسان جیسا لباس چاہے پہن سکتا ہے انگریزی لباس پہنے یا کسی اور قوم کا لباس اختیار کرے۔ اس میں وسعت ہے یہ بات سُن کر تعجب ہوتا ہے کہ کئی بڑی بڑی ہستیاں بھی صحیح مسلک پر نہیں تو کمزور دماغوں کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بقدرِ ضرورت ضرور اس پر روشنی ڈالی جائے۔ وباللہ التوفیق

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جنس میں یا کسی وصف میں اشتراک اپنے اندر ایک خاص کشش رکھتا ہے جو طبعی طور پر یا عادی طور پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ تسخیر عقول کی خاصیت بھی اپنے اندر رکھتا ہے آپ وسیع طور پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ تمام حیوانات میں جنس کو جنس کے ساتھ الفت ہے۔ چیونٹی یا کیڑے مکوڑے تک اپنی جنس کو چاہتا ہے اور اس کے ساتھ مل کر خوش ہوتا ہے درندے پرندے حشرات الارض سب میں یہ جاذب موجود ہے۔

اسی بنا پر کسی نے کہا ہے ؎

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر باکبوتر باز با باز

یہ تو علی العموم حیوانات کی حالت ہے انسان چونکہ عہدۂ عقل پر سرفراز ہے اور اس کی وجہ سے تمام حیوانات سے ممتاز ہے اس لئے اس میں جنسیت کے علاوہ اوصاف میں اشتراک کا بھی بڑا اثر ہے اگرچہ بعض اوقات دیگر حیوانات میں بھی اوصاف کا بھی عمل ہوتا ہے چنانچہ بعض جنسوں میں بچے بچوں کے ساتھ خوش ہوتے ہیں ایک مجمع میں مختلف اوصاف کے لوگ بیٹھے ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ ہر ایک اپنی مثل کی طرف مائل ہوگا۔ بچہ بچے کو چاہے گا جوان، جوان پر نظر ڈالے گا۔ اور بوڑھا بوڑھے کی طرف دیکھے گا۔ اگر کوئی انگریزی خواں ہوگا تو انگریزی خواں سے ملنا چاہے گا۔ اگر عالم دین ہوگا۔ تو عالم دین کی طرف توجہ کرے گا نیک کا جوڑ نیک کے ساتھ ہوگا۔ اور بد کا بد کے ساتھ اور اگر مختلف مذاہب کے ہوں تو ہر ایک کو اپنے مذہب کی طرف مقناطیسی کشش ہوگی یہاں تک کہ صرف نام کی شرکت بھی جذبۂ محبت پیدا کرے گی۔ عیسائی۔ ہندو۔ چوہڑے چمار تک اپنے ہم مذہب کا پاس رکھے گا۔ غرض جب دو شخص ایک وصف میں شریک ہوں گے تو خاص طور پر ان

کے دل پر اس شرکت کا اثر ہوگا جو ایک دوسرے کی جانب توجہ کا باعث ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر ایک ملک کے دو غیر شخص، غیر وطن میں ایک دوسرے کو دیکھیں تو خواہ مخواہ طبیعت ملنے کو چاہے گی۔

اس موقعہ پر غیریتِ مذہب بھی درمیان میں حائل نہ ہوگی، یہ باتیں رات دن کی مشاہدہ ہیں اور عقل بھی ان کی صحت پر شہادت دیتی ہے کیونکہ جب ایک شخص میں کوئی وصف پایا جائے گا۔ تو اس کو پسند ہوگا یا غیر پسند۔ اگر پسند ہوگا تو جب دوسرے میں بھی یہی وصف دیکھے گا۔ ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ اگر غیر پسند ہوگا تو دوسرے میں پائے جانے سے اس کی وحشت دور ہوگی اور خیال کرے گا کہ میں اس میں اکیلا نہیں جیسے غیر وطن میں انسان وحشت اور تنہائی کی حالت میں ہوتا ہے جب اپنے ہم وطن سے ملتا ہے تو طبیعت میں ایک خاص انقلاب پیدا ہوتا ہے جو اس کی وحشت اور تنہائی کو دور کر دیتا ہے

اسی اصول کے تحت لباس وضع قطع بھی ہے مثلاً گاندھی کی ٹوپی پہننے والوں کو گاندھی سے کتنی الفت ہے یہ گویا ان کی امتیازی شے ہے اگر کوئی بے پرواہی کرے اور کہے کہ گاندھی کی ٹوپی میں کوئی حرج نہیں تو اس کی ذہنی غلطی ہے آج اس کو یہ ٹوپی پسند ہے کل کوئی اور شے پسند آجائے گی۔ بعید نہیں کہ ان کے طور اطوار پسند آتے آتے اسی رنگ میں رنگا جائے کیونکہ یہ اشیاء چیونٹی کی آہٹ کی طرح آہستہ آہستہ اپنا اثر کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے امراء اور سپہ سالاروں کو ہمیشہ لکھا کرتے تھے۔

: ارتدوا واتزروا وزیّوا بزی العرب الاوّل

( چادر پہنو۔ تہ بند باندھو اور عرب اول کی وضع اختیار کرو۔ )

مطلب آپ کا یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ آج تھوڑا تھوڑا ان کی طبائع پر اثر ہوا، کل اس سے زیادہ ہو جائے۔ جس کا نتیجہ اسلام سے بُعد اور دوری ہے۔

اسی بناء پر ایک قدسی روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا ترکبوا مراکب اعدائی ولا تلبسوا ملابس اعدائی ولا تسکنوا ساکن اعدائی فتکونوا اعدائی کما ھم اعدائی۔

(یعنی دشمنوں کی سی سواریاں نہ کرو۔ نہ ان جیسے لباس پہنو۔ نہ ان کے سے مکانوں میں رہو۔ ورنہ تم بھی ان کی طرح میرے دشمن ہو جاؤ گے۔

ماں باپ پیار محبت میں اولاد کو پیسے دیتے ہیں جس سے ان کو ایسی چاٹ لگتی ہے کہ آہستہ آہستہ

ان کی عمر برباد ہو جاتی ہے۔ تھوڑی چوری سے زیادہ چوری کی عادت پڑ جاتی ہے ذرا سی خیانت کرتا ہے تو حرام کے لئے منہ کھل جاتا ہے اسی طرح ہر شے تھوڑی سے بہت ہو جاتی ہے۔ جو لوگ انگریزی لباس پسند کرتے ہیں وہ آخر گلے میں صلیب کی شکل بنا لیتے ہیں (یعنی نکٹائی اور بو) کئی آہستہ آہستہ اسلام کو خیر باد کہہ دیتے ہیں یا کم از کم ان کو اسلامی وضع قطع سے نفرت تو ضرور ہو جاتی ہے جو انسان کی ہلاکت کیلئے کافی ہے۔

بعض اہل علم حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ پتلون در حقیقت انگریزوں کا لباس نہیں بلکہ اصل ترکوں کا ہے۔ تواریخ سے یہی ثابت ہوتا ہے لیکن ان کا یہ فرمانا بھی در حقیقت اسی پہلی غلطی پر مبنی ہے۔ انہوں نے اصل مقصد پر نظر ہی نہیں کی ہے اثر تو موجودہ منظر کا پڑتا ہے اور جو کچھ انسان دیکھتا ہے۔ اس سے متاثر ہوتا ہے تواریخ کے اوراق میں کوئی شے دبی پڑی ہو تو موجودہ حالات پر اس کا کیا اثر۔؟ اس وقت جس قوم کا یہ لباس ہے اسی کا حکم اس پر ہوگا۔

بعض احباب یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اگر آج تمام انگریز مسلمان ہو جائیں تو کیا ان کا حکم ہے کہ وہ اپنا ملکی لباس بدل دیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس اعتراض کی بنا بھی اس غلطی پر ہے کہ شریعت کے حکم اور اسرار پر نظر نہیں جب انگریز مسلمان ہو جائیں تو کفار کا امتیازی لباس ہی نہ رہا۔ کیونکہ امتیازی لباس سے ممانعت کی وجہ تو یہی تھی کہ آہستہ آہستہ ان میں جذب نہ ہو جائے جب وہ سب اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ تو اب وہ بات ہی نہ رہی۔ ہاں ایک وجہ سے ان کو یہ لباس بدلنا پڑے گا۔ اور وہ یہ کہ پتلون میں پاخانہ پیشاب بیٹھ کر کرنا مشکل ہے۔ نیز اس میں نماز کی بھی دقت ہے۔ اسی طرح انگریزی ٹوپ میں سجدہ مشکل ہے۔

یعنی سب انگریزوں کے مسلمان ہونے کی صورت میں حدیث۔

من تشبہ بقوم فھو منھم

کی وجہ سے یہ لباس منع نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی ذاتی خرابیوں کی بنا پر اس کا ترک لازم ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی ملک کا لباس دھوتی ہو اور وہ مسلمان ہو جائیں تو اس کی ممانعت بھی اگرچہ اس حدیث کی بنا پر نہیں رہے گی۔ لیکن نماز اس میں نہیں پڑھی جا سکتی۔ کیونکہ ایک تو اس کی صورت لنگوٹ کی ہے جو نماز میں منع ہے۔ دوم پیچھے سے گھٹنوں کے اوپر تک ننگا رہتا ہے۔

بعض احباب ایک حدیث پیش کیا کرتے ہیں۔ جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے رومی جبہ تنگ آستینوں والا پہنا ہے۔ حالانکہ روم اس وقت کفار تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث من تشبہ بقوم سے لباس مستثنیٰ ہے۔

مگر ایسے احباب کو واضح رہے کہ یہ استدلال اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب یہ معلوم ہو جائے کہ عرب میں پہلے سے اس جبہ کا رواج عام نہیں تھا۔ اگر عرب میں پہلے سے اس جبہ کا رواج عام ہو تو پھر یہ عرب کے عام ملکی لباس میں شامل ہو گیا۔ خواہ ابتدا اس کی روم سے ہو جیسے اب عام ململ یا جاپانی کا لٹھا یا گاندھی کا لٹھا وغیرہ ایجاد کے لحاظ سے یا کسی ملک سے ابتدا ہونے کی وجہ سے ان کی طرف نسبت ہوتا ہے۔ لیکن کسی خاص قوم کا لباس نہیں رہا۔ اس لئے کوئی اس سے منع نہیں کرتا۔ اگر انگریزی لباس بھی کسی ملک میں اس طرح عام ہو جائے۔ کہ تمام نیک و بد علی العموم پہننے لگیں۔ یہاں تک کہ کسی کو پورا انگریزی لباس پہنے ہوئے دیکھ کر عیسائی ہونے کا شبہ نہ گزرے تو پھر یہ ایسا ہی ہو گیا جیسے سب انگریز مسلمان ہو جائیں بہر صورت دارو مدار امتیاز پر ہے۔ جیسے دھوتی ہندوؤں کا لباس ہے اسی طرح انگریزی لباس سمجھ لینا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ حدیث من تشبہ بقوم عام ہے اور ہر شعبہ کو شامل ہے اس سے کسی شئے کو استثناء کرنے کے لئے کوئی ایسی ہی زبردست دلیل چاہئے۔ جس میں کسی قسم کے احتمال کو گنجائش نہ ہو کیونکہ حدیث من تشبہ بقوم کی حکمت یہی ہے کہ کسی قوم سے تشبہ کرتے کرتے آخر ان میں جذب یا جاذب ہونے کے قریب نہ ہو جائے سو یہ حکمت کسی خاص شعبہ سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ عام ہے۔ جس میں لباس وضع قطع بھی داخل ہے بلکہ اول نمبر پر داخل ہے کیونکہ یہ ہر وقت کی شئے ہے اور وہ شے ہے۔ جس پر دور سے نظر پڑتی ہے۔ پس اس کو ضرور خدا اور رسول کے دشمنوں کی امتیازی صورت سے الگ کرنا چاہئے۔

دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ میں کتنی احتیاط فرماتے تھے۔ یہود جوتوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔

خالفوا الیہود فانہم لا یصلون فی نعالہم ولا خفافہم

(یہود کی مخالفت کرو کیونکہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے)

حالانکہ جوتی پہ نظر کم پڑتی ہے اور نماز کے ساتھ جوتی کی مناسبت بھی نہیں کیونکہ نماز میں جتنی صفائی ہو بہتر ہے اور جوتی میں جو کچھ صفائی ہے وہ معلوم ہے اگرچہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کچھ لگا ہو تو اس کو رگڑ لیں مگر رگڑنے سے کتنی صفائی ہو سکتی! لیکن باوجود اس کے صرف مخالفت کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

یہود کی مخالفت کرو اور جوتوں میں نماز پڑھو۔

اس سے بڑھ کر اور سنیئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس محرم الحرام کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ کسی نے کہا، یا رسول اللہ! یہود بھی دسویں کا روزہ رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا "اگر میں زندہ رہا تو آئندہ سال نویں کا روزہ رکھوں گا۔"

دیکھیئے کس قدر احتیاط ہے مگر جن لوگوں کے دل میں شرعی احکام کا احترام نہیں یا شریعت کے اسرار و حکم سے واقف نہیں وہ سرسری نظر سے کسی بات کو دیکھ کر شریعت سے بہت دور جا گرتے ہیں بلکہ بعض تو یہاں تک جرأت کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں اسلام صرف توحید کا نام ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں اعلیٰ ان کی کلمۂ شہادت ہے اور ادنیٰ ان کی رستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے (جیسے کانٹا، روڑا وغیرہ) اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

اور وہب بن منبہ سے سوال ہوا کہ لاالٰہ الااللہ جنت کی کنجی نہیں؟

فرمایا، بے شک کنجی ہے مگر کنجی دکیل نہیں اس کے دندانے بھی ہوتے ہیں اگر تو دندانوں والی کنجی لے آیا تو جنت کا دروازہ کھل جائے گا ورنہ نہیں۔

مطلب وہب بن منبہ کا یہ تھا کہ صرف کلمہ پہ اکتفا کرنا یہ بڑی غلطی ہے بلکہ ساتھ اور احکام بھی شامل ہیں جن کی پابندی لازمی ہے تو پھر یہ کہنا کس قدر اسلام کے خلاف ہے کہ اسلام ان اشیاء سے بالاتر ہے۔ معاذاللہ۔

اس قسم کی روایات کتب حدیث میں بکثرت موجود ہیں مگر جو لوگ نہ خود ان کتب پر عبور رکھیں، نہ ایسے علماء کی صحبت اٹھائیں وہ زمانہ کی رو کے ساتھ بہ جاتے ہیں جہلا ان کو علماء خیال کرتے

ہوئے ان کی باتوں پر اعتماد کر لیتے ہیں اور بعض خواہش کے غلام اور عبدالدنیا والدرہم ایسے فتاووں کو غنیمت سمجھ کر لے اڑتے ہیں مگر خدا نیتوں اور ارادوں سے واقف ہے شریعت کی آڑ میں خواہشات کی پرورش کرنے والوں کو بخوبی جانتا ہے۔ مداہنت کرنے والوں کی مداہنت سے بھی خوب واقف ہے۔ اور بے احتیاطی سے فتویٰ دے کر آزادی کا رستہ کھولنے والوں کا حال بھی اس پر روشن ہے پس وہ ہر ایک کے ساتھ اس کے حسب حال سلوک کرے گا۔

خدا تعالیٰ ہمیں برائیوں سے محفوظ رکھے اپنی مرضیات کی توفیق بخشے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

عبداللہ امرتسری روپڑی

# تصاویر کا بیان

## تصاویر والے گھر

**سوال** ۔ جن گھروں میں تصاویر آویزاں ہوں ان میں داخل ہونے کا کیا حکم ہے حدیث میں وارد ہے کہ جب تصویر والا تکیہ حضرت عائشہ رضؓ نے دیکھا تو آپ گھر میں داخل نہیں ہوئے۔

**جواب** ۔ بے شک حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث اس بارہ میں صریح ہے کہ تصاویر والے مکان میں داخل ہونا اچھا نہیں مگر بقول مشہور اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ۔ مجبوری کے وقت درست ہے۔ آٹھویں سال سن ہجری میں مکہ شریف فتح ہوا ہے اس میں تین سو ساٹھ بت تھے اس سے پہلے ساتویں سال سن ہجری کے رسول اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سمیت عمرہ کیا جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ یعنی خدا نے چاہا تو تم ضرور مسجد الحرام میں داخل ہو گے اور اس کے علاوہ موقع بموقع صحابہ رضی اللہ عنہم عمرہ کرتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ جہاں مجبوری ہو اور بس کی بات نہ ہو وہاں یہ ممانعت نہیں بلکہ ایسے مکان میں داخل ہونا تو معمولی امر ہے ضرورت کے وقت تصویر کا رکھنا بھی درست ہے چنانچہ روپیہ پیسہ پر تصویریں ہیں جو ہر وقت پاس رہتا ہے غرض مجبوری کی حالت میں خدا کی طرف سے معاف ہے جیسے خنزیر مردار وغیرہ زیادہ بھوک کے وقت حلال ہے تصویر